

قسط ۲

اٹلی کی تہذیب پر اسلام کے اثرات

اسکند باؤ سانی

اسلامی طرز کے تصویریں کام

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے، اٹلی میں اہم ترین اسلامی طرز کی نقاشی پالمو میں PALATINA نامی کے گرجا کی چھت میں موجود ہے۔ یہ گرجا نورمن شاہی محل سے وابستہ تھا۔ اس کا ایک برج PISAN (TOWER) شکل کے اعتبار سے شمالی افریقہ کے قصر المنار (QASR-AL-MANAR) کی نقل معلوم ہوتا ہے۔ یہ قصر المنار بنی حماد (BENI HAMMAD-میدو بی صحری) کے قلعہ (QALA) کا جزو ہے۔ اس گرجا کی تعمیر ۱۱۳۲ء سے ۱۱۴۱ء میں روجر دوم کے حکم سے ہوئی تھی۔ گرجا کی چوبلی چھت کو نامعلوم مسلمان دستکاروں نے MUQARNAS اور علامت دار اور تمثیلی مہوٹری سے آراستہ کیا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس موضوع پر الگ ایک تقریر کی جائے جس میں اپنے بیان کو یہاں محدود کرتا ہوں۔ تصویر میں طاؤس، کھجور یا اور بانس کے علاوہ شکلوں کا مکمل دائرہ دکھائی دیتا ہے جسے ایٹالی MINATURE (چھوٹے پیمانہ کی تصویریں) کا جاننے والا خوب سمجھتا ہے اور جسے ہم امیرانہ زندگی کا مستند اسلامی دائرہ کہہ سکتے ہیں۔

قالینے اور تصویریں

بے شمار اسلامی کپڑے اور قالین دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ آسانی کے ساتھ ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچ جایا کرتے تھے، اور غیر محسوس طور پر اثر انداز ہوا کرتے تھے۔ اٹلی کے گرجا گھروں کی فہرست تعلیقہ میں اسلامی طرز کے کپڑوں اور قالینوں کی بڑی تعداد اب بھی دیکھی جاسکتی ہے۔ قالین کے اثر کی ایک اچھی مثال اناطولیہ کے ایک قالین نے فراہم کی ہے۔ یہ قالین پندرہویں صدی تک مرکزی اٹلی کے ایک گرجا میں موجود تھا اور اب برن کے عجائب خانہ کی زینت ہے۔ اس قالین کے زرد رنگ کی زمین پر اڑدیا اور ایک خیالی پرندے قفص (PHOENIX)

کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔ اس قسم کے قالین اور بیڑے آرائش بقول ERADNANN چین اور وسط ایشیا سے تیمور لنگ کے زمانہ میں اناہولیہ پہنچے۔ اس قالین کا موضوع اٹلی کی بے شمار تصویریں میں نمایاں ہوا ہے۔ ایک اچھی مثال فلورانس کے SAN MARCO نام کے عجائب خانہ میں موجود ہے جسے FRA ANGELICO کے ہر مند ہاتھوں نے نقاشی کے پردہ پر اجاگر کیا ہے۔ TUSCANY کا شہر LUCCA اسلامی طرز کے کپڑوں کا مرکز تھا۔ یہاں سے اپنے ساتھ اسلامی نقش و نگار لے کر پورے دور دراز تک پھیل گئے۔ اکثر کپڑوں کے مشرقی نام اب تک باقی ہیں۔ عام TAFFETA کے علاوہ اٹلی کی نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) اور قرون وسطیٰ کی تجارتی کتابوں میں ANTIOCH کی FABBRICS اور CAMMOCCA یا CAMOCATO (ایرانی کجواب) SILK CHELLA (ایرانی SAQALLAT/SAGLATUN) GHILAN (گیلان) اور MASANDRONI-SILK (مازندرانی) اور دوسرے کپڑوں کے نام درج ہیں۔ DANTE (13-48-XVII INF) نے شاندار نقش و نگار والے آثاری اور ترکی کپڑوں کا ذکر تحسین کے ساتھ کیا ہے۔ اٹلی میں اعلیٰ درجہ کا کپڑا بننے کا مرکز پارما کا زون TIRAZ تھا۔ سسلی سے منتشر ہو کر مسلمانوں کی آبادیاں LUCCA، GENOA، AMALFI، FLORENCE اور VENICE میں جا بسیں۔ اور ظاہر ہے کہ وہ لپٹے ساتھ اپنا ہمزبھی ساتھ لیتی گئیں۔

مقدس رومی شہنشاہوں کا چغہ
COPE OF HOLY ROMAN EMPERORS.

۱۱۳۳ء کا کلیسائی چغہ جو آجکل VIENNA میں موجود ہے تیرھویں صدی کے بعد سے مقدس رومی شہنشاہوں کی تاجپوشی کے موقع پر استعمال ہوتا تھا۔ یہ چغہ پارمہ کی مشہور نورمن مسلم پارچہ باقی کے کارخانہ میں بنا تھا۔ اس چغہ کے دامن (HEM) پر طویل عربی عبارت ہے جس میں شہنشاہ کے لئے برکت کی دعا لکھی گئی ہے اور یہ عبارت: "سسلی کے پایہ تخت میں ۵۲۸ ہجری میں بنایا گیا..." نقش ہے۔ اس صورت میں یہ حقیقت جسے کم لوگ جانتے ہیں نمایاں ہو جاتی ہے کہ ایک اہم ترین اور مقدس ترین نشان پر عربی عبارت اور سال ہجری نقش ہے، جسے اٹلی میں مسلمان ہاتھوں نے بنایا تھا۔ اور جسے قرون وسطیٰ کی عیسائی دنیا کی نامور ترین شخصیت کی تاجپوشی کے موقع پر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس چغہ پر دو شیر بنے ہوئے ہیں، جنہیں ایک اونٹ کو ہلاک کرتے

دکھایا گیا ہے اور ان کے بیچ میں زندگی کا درخت آگ رہا ہے۔ یہ حقیقت میں ایرانی تصویر (NOTIF) ہے۔ عربی خط کی خوب صورتی نے اٹلی کے نقاشوں کو ایسا فریفتہ کیا کہ زبان نہ جاننے کے باوجود ایک زمانے تک عربی خطوط اٹلی کی نقاشی کو زینت سمجھتے رہے۔ کوئی خطوط اور خاص طور سے الف لام والی عبارت جسے زیادہ سے زیادہ پیچیدہ شکلوں میں پیش کیا جاتا تھا، زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ایک دوسرے سے ملے جلے ستاروں کی تصویریں جو ہم تیرھویں صدی میں ایران کے شہر "کاشان" کے بنے ہوئے پیالوں پر پائے جاتے ہیں یا قرآن کی بعض جلدوں پر دیکھتے ہیں۔ پندرھویں صدی میں اٹلی میں کتابوں کی جلدوں پر نمودار ہوئے۔ ان کا وجود مشہور نقاشی LEONARDO DA VINCI (۱۴۵۲ء - ۱۵۱۹ء) کی چھ گرہیں (SIX KNOTS) میں نمایاں ہے۔ مل کر بننے ہوئے ستاروں کے علاوہ دوسرے بے شمار آرائشی مضامین اٹلی اور یورپ والوں کو مسلمانوں سے ملے ہیں۔ مثال کے طور پر RUMI یا نوکدار نصف پتی (آم کی کیری کی شکل) جسے اکثر نینے کی شکل میں نقاشی کرتے ہیں اناطولیہ یا ایران کی یادگار ہے۔ غیر طبعی جانوروں کی تصویریں جنہیں خالص آرائشی مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اسلامی اثر ظاہر کرتی ہیں ABRUZZO کے BERNARDO DA TERAMO کے چودھویں صدی کے قلمی نسخہ میں انسانی سروالے درخت اور شاخوں کی تصویریں ہیں جن کا تعلق مشہور واقواق درخت سے ہے۔

دینس کے آرٹس پر مسلمانوں کا اثر

دینس کے آرٹس پر اسلامی اثر کا موضوع مفصل بحث کے لئے ایک کتاب چاہتا ہے۔ یہاں مختصراً اس وسیع موضوع کے جزئیات میں داخل ہوئے بغیر کچھ عرض کیا جائے گا۔ PROCURATORIO N. S. MARCO (XII C) نام کے مجموعہ میں ایک چاندی کے صندوق پر دو ایرانی مسلولوں کی چنگ اور رباب بجانے کی حالت میں تصویر بنی ہوئی ہے۔ عراق، شام، ایران اور مصر کے کارخانوں میں بنی ہوئی فلزات کی چیزیں مغرب میں رہنے والوں کو حیرت میں ڈال دیتی تھیں۔ ان چیزوں میں برتن، صندوق، سینہ، پیالہ، دیوات اور گھڑے قابل ذکر ہیں۔ ان چیزوں کے کانے کی سطح پر خوبصورت نقش و نگار کندہ کئے جاتے تھے یا تانبے، چاندی اور سونے کی مدد سے چمکائیے جاتے تھے۔

BENVENUTO CELLINI یورپ کی نشاۃ ثانیہ کے سب سے بڑے سنہار اور بت تراش نے اپنی

کتاب میں اس ہنز کا ذکر کیا ہے۔ فلزات پر کام کرنے والے مسلمان کاریگریوں کی شہرت کو یہ حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ ان کی تکنیک اٹلی میں DAMASCHI - NATURA اور عجمی سے (AGEMI - NATURA) کے نام سے آج تک مشہور ہے۔ پندرھویں اور سولھویں صدی میں ان چیزوں کی مانگ تمام اٹلی میں اور خاص طور سے وینس میں تھی۔ اگر وینس اور مشرق کے درمیان ترقیوں وسطی کے ارتباط کو مد نظر رکھیں تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس ارتباط نے وینس کی عمارتوں میں مغربی حقیقت پسندی (REALISM) اور مشرقی پچی کاری کے درمیان ایک توازن برقرار کر دیا ہے۔ اٹلی کے نشاۃ ثانیہ کے نفاست پسند اجتماع کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا کرنے کے لئے وینس فلزات کے مشرقی طرز کے کارخانوں کا مرکز بن گیا۔ مسلمان کاریگری ایلین اود شام سے چل کر وینس پہنچے۔ ان میں بعض کے نام ان کے دستخطوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ محمود الکردی ان سب میں زیادہ محنتی تھا۔ زین الدین عمر، قائم حبیب اللہ بن علی مہربانی اور علاؤ الدین بیرجندی کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔ اٹلی کے فن کاروں نے تیزی کے ساتھ اپنے مشرقی ہم پیشہ دستکاروں کی تقلید شروع کر دی اور دھاتوں (فلزات) کے کارخانوں کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا اور ساتھ ہی اسلامی اور یورپی نشاۃ ثانیہ کے طریقوں کے امتزاج نے اس مشرقی ہنز کو نئے جلوؤں سے روشناس کیا۔ فلز کی بنی ہوئی چیزوں کا اطالوی نام AZZIMINI یعنی AJAMI یا ایرانی ہے۔ اس زمانہ کی بنی ہوئی بہت سی چیزیں آج بھی یورپ امریکا اور اٹلی کے عجائب خانوں میں موجود ہیں۔ اٹلی کے فلز کے ماہروں میں تین کا نام قابل ذکر ہے: NICOLO RUGGINO DA CORFU اور GEOREIUS MANTUANUS جن نے ۱۵۵۰ء میں ایک شاندار پلٹے بنائی جو VIENNA میں موجود ہے۔ تیسرا کاریگری مشہور TRIVULZIO کے صندوقچے کا خالق ہے جس نے اپنی تخلیق پر PAULUS AGEMINIUS FACIEBAT کا دستخط کر کے اس آرٹ کے نادر نمونہ پر اطالوی نام PAULUS کے ساتھ ہمیشہ کے لئے "عجمی" کی صفت کا اضافہ کر دیا ہے۔

جنوبی اٹلی کے فن معماروں کی خصوصیات

جنوبی اٹلی کے شہروں میں ITRI، RAVELLO اور CASERTA VECCHIA پر ایک طائرانہ نظر ہی کافی ہے کہ آدمی وہاں کے فن تعمیر کی اسلامی خصوصیات کا مقصد بوجائے CITTA

DI CASTELLO میں وہاں کے بڑے پادری (BISHOP) کے لئے بنی ہوئی عویب۔ مغربی S-MINIATO ALLA MONTE کے فلورانس کے (ARAB-MEGHREBINE) طرز کی کرسی، فلورانس کے کے گرجا کے فرش کی بچی کاری CALABRIA کے بعض گرجا گروں کی استرکاری اور PISA کے CAMPS SANTO میں قابل طرز میں کانسہ پر بنے ہوئے انسانی جانوروں (GRIFFINS) کی صورتوں کا شمار سولہویں صدی کے اسلامی آرٹ کے شاہکاروں میں ہونا چاہیے۔ اسی صدی میں اسلام اور ایشیا کے متعلق یورپ کے رویہ میں ایک ناکوار تبدیلی ہوئی: خوش قسمتی سے اس تبدیلی میں اٹلی کا حصہ بہت کم ہے۔ میرا اشارہ نوآبادیاتی (COLONIAL) استعمار کی طرف ہے جس کے مقابلہ میں صلیبی جنگوں کے زمانہ کی جھڑپیں چھپے رشتہ داروں کی داخلی عدولتیں معلوم ہوتی ہیں پہلے مشرق کے ہنر اور فن کے لئے یورپ میں احترام اور تحسین کا جذبہ ہوتا تھا اور اب یورپ نے فنی حیثیت سے ایشیا پر اپنی برتری کا احساس کرنا شروع کر دیا۔ ہم اس بحث کو ناکارہ حد تک آگے بڑھانے کے بجائے قرون وسطیٰ کی برادارنہ رقابت کے سنہرے دور کی طرف واپس ہوتے ہیں۔

فنون اور ہنر پر اسلام کا اثر

سائنس کے مختلف مضامین میں خاص طور پر TECHNOLOGY (تقن) میں اسلامی اثرات نمایاں ہیں۔ میں اپنے مقالہ کے اس حصہ کو ایک حکایت سے شروع کروں گا۔ ایک اطالوی ڈاکٹر اور مستشرق پروفیسر TOMMASE SARNELLI ایک مرتبہ بین گئے جہاں ان کی ملاقات ایک بوڑھے حکیم سے ہوئی جن کے پاس مرض کی تشخیص اور دواؤں کی تجویز میں رہنمائی کے لئے ابن سینا کی کتاب القانون فی الطب (AL-QANUN FIT-TIBB) تھی۔ آپ کے خیال میں یہ مستند عربی کتاب کہاں چھپی ہوگی؟ یہ کتاب روم میں STAMPERIA MEDICEA میں ۱۵۹۳ء میں چھپی تھی۔ بہت کم لوگوں پر یہ حقیقت ظاہر ہے کہ ابن سینا کی یہ کتاب دنیا میں پہلی بار روم میں چھپی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ قرون وسطیٰ میں اور اس کے بعد اٹھارہویں صدی تک حکیموں اور طبیبوں کے لئے یہ مستند ترین کتاب تھی۔ اگر ہم قبول کریں کہ جدید سائنس کی روح قرون وسطیٰ کے افکار کی ذہنی تقسیم بندی

(ABSTRACT CLASSIFICATION) کے برخلاف تجربہ (EXPERIMENT) پر ہے اور جدید طبیعیات (PHYSICS) اور ریاضیات (MATHEMATICS) کی بنیاد عربی ہندسوں (ARABIC NUMERALS) اور الجبرا (ALGEBRA) پر ہے تو ہمیں چاہیے کہ جدید مسلمانوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے قبول کر لیں کہ یورپ نے اپنے علمی تمدن (SCIENTIFIC CIVILIZATION) کو بنیادوں کو اسلامی تہذیب کی فراہم کر وہ معلومات پر استوار کیا ہے۔ اسلام میں خدا کے مطلق کے عقیدہ سے اودھام، جادو اور باطل پرستی کو ہمیشہ کے لئے مردود قرار دے کر چیزوں کی ماہیت پر بغیر کسی تعصب اور محذویت کے غور و خوض کرنے کا موقع فراہم کیا ہے، پیغمبر اسلام کا قول "حکمت کی جستجو کرو اگرچہ اس کا وجود چین میں ہو" SEARCH FOR SCIENCE, EVEN IF IT BE IN CHINA اس موضوع کو روشن طور پر آشکارا کرتا ہے۔ بہر صورت یہ حقیقت ہے کہ اسلام کے سب سے بڑے طبیب رازی (وفات ۶۲۵ء) نے یورپ کی طبی سائنس کو اور اطالوی طب کو خاص طور پر پانچ صدیوں تک متاثر کیا ہے۔ ابن زہر (AVENZOAR = IBN-ZUHR) (وفات ۱۱۶۲ء) کی کتابوں کے ترجمے باعث ہوئے کہ جراحی کو دو سازی سے الگ ایک علم تسلیم کیا جائے۔ اس زمانہ میں آنکھوں کے ماہر مسلمان طبیب (OCALISTS) آنکھوں کے معاملہ کے سلسلہ میں مستند عالم کھاکتے تھے جن کی برابری یورپ اخبار صوبی صی تک نہ کر سکا۔ MEYERHOF نے بتایا ہے کہ تیرہویں صدی میں قاہرہ اور دمشق میں رہنے والے ایک عرب سائنس دان ابن النفیس (IBN-AN-NAFIS) نے پہلی بار یورپ والوں سے صدیوں پہلے خون کی (SMALL PULMONARY CIRCULATION) گردش کا انکشاف کیا تھا۔ اس موضوع پر ابن النفیس کی کتاب کو اطلی کے الپاگو (ALPAGO) نے چودھویں صدی میں لاطینی میں ترجمہ کیا جو ۱۵۶۷ء میں وینس میں چھپی۔ دسویں صدی میں البیرونی (AL-BIRUNI) (وفات ۱۰۵۰ء) نے مختلف مادوں کے خاص اوزان (SPECIAL WEIGHTS) پر تجربہ کیا اور نتیجہ حیرت انگیز حد تک آج کے یورپی ماہروں کے حاصل کئے ہوئے نتیجے سے قریب تر ہے۔ نویں صدی میں عباسی خلیفہ المامون کی زیر سرپرستی علم ہیئت کے ماہروں کے ایک گروہ نے دائرہ نصف النہار کی پالمیرہ (PALMYRA) کے مقام سے پیمائش کی۔ نتیجہ ۱۸۵۱۱۱ میٹر تھا جس کا فرق جدید اور

حساس آلوں کی مدد سے حاصل کئے جوئے نتیجہ سے ہرگز ۸۷۷ میٹر کا ہے۔ میں یہاں اس طویل بحث کو نہیں چھیڑوں گا کہ کس طرح مسلمانوں نے ASTROLABE کی تکمیل کی جس کا استعمال اٹلی کے ملاح کرتے تھے۔ لیکن مختصر طور پر اسلام کے ایک بڑے عطیہ کی طرف اشارہ کروں گا جو جدید الجبر کی تخلیق اور عربی عدد کا رواج ہے۔ AL-KHAWARIZMI نے الجبر کے پھیلاؤ اور عربی اعداد کی تکمیل میں دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کوشش کی تھی۔ اور ہمارا اٹلی کے باشندے LEONARDO FIBONACCI DA PISA (۱۱۷۰-۱۲۳۰) نے اپنی کتاب LIBER ABACI کے ذریعہ اس علم کو تمام یورپ میں منسٹر کر گیا۔ LEONARDO کی تعلیم الجبر اٹکے شہر BUJAYYA (BUGIA) میں ہوئی تھی۔

جغرافیہ کی ترقی

نقشہ جات تیار کرنے کے فن کے سلسلہ میں الاوریسی (AL-ADRISI) کا نام جس نے ۱۱۶۶ء میں اٹلی کے شہر پارمہ میں وفات پائی ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس جغرافیہ دان کی کتاب سسلی کے بادشاہ روجر کے احترام میں "کتاب روجر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب کی برتری قدیم اور قرون وسطیٰ میں جغرافیہ پر لکھی ہوئی تمام کتابوں پر مسلّم ہے۔ مؤلف نے کتاب میں جن نقشوں کا استعمال کیا ہے ان کی صحت بے مثال ہے۔ جس زمانہ میں "MIRABILA" جیسی بے فائدہ کتاب یورپ میں لکھی جا رہی تھی، مسلمان سائنس دان مشکل اور دقیق مسئلوں کو حل کیا کرتے تھے۔

یورپ میں اسلامی سائنس

یورپ میں مسلم سائنس کا اثر خاص طور سے اطالوی مترجموں کے ذریعے پھیلا تھا۔ یہاں اتنی نشان دہی کافی ہے کہ TOLEDO کے مکتب کا کامیاب ترین مترجم CHERARDO DA CREMONA اٹلی کا باشندہ تھا۔ اس مترجم کی کاوش کا نتیجہ تھا کہ یورپ والوں کی دسترس مندرجہ ذیل کتابوں تک ہو سکی۔

PTOLEMY کی کتاب ALMAGEST، IBN-AL-HAITHAM کی کتاب (OPTICAE THESAURUS) اور AL-FARGHANI کی علم ہیئت کی کتاب AN-NAZIRI کی اقلیدس (EUCLID) پر شرح AL-KHAWARIZMI کا الجبر اور ان

سب کے علاوہ دواسازی، علم نجوم، ریاضیات اور فلسفہ پر ستر سے زیادہ رسالے۔ سسلی کے SWABIAN بادشاہوں کے دربار کے تمام مترجم اطالوی تھے اور اسی طرح سالرمو کے مشہور طبی مدرسہ (SALERMO MEDICAL SCHOOL) میں جس پر عربوں کے طبی افکار کا زبردست اثر تھا۔ ایک داستان کے مطابق اس مدرسہ کی بنیاد قرون وسطیٰ کے ایک نامعلوم سال میں چار معلموں کے ذریعہ پڑی، جن میں ایک لاطینی، دوسرا یونانی، تیسرا یہودی اور چوتھا اسلامی مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ یہ مدرسہ نورمن اور سوابیوں کے دور میں ترقی کی منازل طے کرتا رہا۔ اس مدرسہ نے سارے یورپ میں علم طب کو متاثر کیا اور عرب کے گہرے اثرات کا نمونہ تھا۔

دانتے پر اسلام کا اثر

MONNERET DE VILLARD اور CERULLI کی تحقیق ثابت کرتی ہے کہ اطالوی شاعر اپنی تخلیق *DIVINE COMEDY* میں اسلامی ادبیات سے متاثر ہے۔ کتاب المعراج یا (*BOOK OF STAIRWAY*) میں پیغمبر اسلام کی معراج اور بہشت و دوزخ کی سیر اور تاثرات کا ذکر آیا ہے۔ "دانتے کے زمانہ میں اس کتاب کے دو ترجمے ایک لاطینی میں اور دوسرا قدیم فرانسیسی میں موجود تھا اور "دانتے" کو یہ دونوں زبانیں آتی تھیں (*DIVINE COMEDY*) میں بہت سی چیزیں کتاب المعراج کے اثر کی تصدیق کرتی ہیں۔ لیکن "دانتے" پر اسلامی اثر میں ختم نہیں ہوتا ہے۔ ارسطو اور افلاطون کے فلسفہ کا امتزاج جس نے "دانتے" کی روح اور کتابوں کے لئے مواد فراہم کیا تھا، مسلمانوں کے بغیر وجود میں نہ آتا۔ اٹلی کے مفکر ST. THOMAS AQUINAS نے مسلمان فلاسفہ کے ذریعہ جو علم حاصل کیا تھا اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ST. THOMAS نے مسلم فلاسفہ سے بحث کے سلسلہ میں ایک کتاب (*THE SUMMA CONTRA GENTILES*) لکھی تھی۔ دو پہلوؤں کے ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کی طرح روحانی اور علمی کشمکش میں علماء کا ایک دوسرے کے افکار سے متاثر ہونے کا امکان رہتا ہے۔ دراصل *NEW-PLATONIC ARISTOTELIANISM* کے موجد مسلمان مفکرین تھے جس میں ابن سینا کا حصہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اگرچہ "دانتے" مجبور تھا کہ ابن سینا کو کافر خیال کرے لیکن اپنی کتاب (*DIVINE COMEDY*) میں اسے دوزخ میں ڈالنے کے بجائے صلاح الدین

یونانی اور ابن رشد کے ساتھ ایک دوسرے مقام میں رکھا ہے۔ یہ حقیقت کتنی معنی خیز ہے کہ مسیحی فلسفی ST. THOMAS کے استاد ALBERT OF COLOGNE پیرس کی یونیورسٹی میں ارسطو پر لکچر دینے کے لئے اپنے سامعین کے سامنے اسلامی لباس میں ظاہر ہوا۔ ابن رشد (AVERROES) کو اٹلی میں عربیت (اسلام) کا نشان سمجھا جاتا تھا اور بعض اوقات AVERROIST (جن کا تعلق ابن رشد کے مکتب سے تھا) اور ایک عرب میں تمیز شکل معلوم ہوتی تھی۔ تعجب کا مقام ہے کہ اس نامور فلسفی کے اثرات اسلامی ملکوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ جبکہ اس کے برخلاف اٹلی میں AVERROIST مکتب فکر آزاد فکری کی علامت تھا۔ اس مکتب کا مشہور ترین مرکز PADUA کی یونیورسٹی تھی۔ یقیناً اس مکتب کی آزادی فکر کا اصول یورپ میں علمی رنالسنس یا ذہنی نشاۃ ثانیہ میں بے تاثیر نہیں رہا ہے۔ اس طرح اسلامی فلاسفہ نے دو صورتوں میں اٹلی کے افکار کو متاثر کیا ابن سینا کے فلسفہ کو اٹلی کے مذہبی گروہ نے اپنایا جس میں ST. THOMAS کا نام کافی اہمیت رکھتا ہے۔ اس فلسفی کو ابن سینا کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اٹلی کے اس زمانہ کے ترقی پسندوں (LIBERAL) کے گروہ نے ابن رشد کے فلسفہ سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔

نتیجہ

بحث کافی طویل ہو چکی ہے اور وقت آہنچا ہے کہ تطویل سے گریز کرتے ہوئے بسے یہاں ختم کیا جائے۔ ممکن ہے کہ سوال کیا جائے کہ اگر اسلام نے اٹلی اور یورپ کی تہذیب کو قرون وسطیٰ اور رنالسنس (نشاۃ ثانیہ) کے زمانہ میں اس وسیع حد تک متاثر کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ تمام اثرات آنے والے زمانہ میں محو ہو گئے؟ جواب آسان ہے جیسا کہ قبل ازیں اشارہ کر چکا ہوں کہ اسلام کی روح اصل میں غربی (WESTERN) ہے۔ اس نے جدید تہذیب کو یورپی شکل میں نمودار کرنے میں مؤثر ہونے کے بعد ایک چھوٹی سی عقب نشینی کی ہے۔ اور یہ مرموز عقب نشینی بقول علامہ اقبال.... "ایشیائی تصوف کی طرف ہوئی ہے اور نتیجتاً ٹھوس وحدانیت کے بلند ترین نتائج آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں" آج ایک طرف نئی تہذیب ہے جو ایٹمی دور میں داخل ہو کر تیزی کے ساتھ ترقی کرتی ہوئی دنیا کو بدلتی جا رہی ہے۔ دوسری طرف قدیم ہندوانہ رہبانیت کی تارک الدنیا بانے والی تہذیب ہے جس کی نظر میں کائنات میں جو کچھ ہے وہ اسی زمین پر مادہ کی صورت میں موجود ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں

کہ ان دو تہذیبوں کے درمیان مسلمانوں کے بہترین نمائندوں نے اپنی کتابوں میں فیصلہ مغربی تہذیب کے حق میں دیا ہے۔ اس مغربی تہذیب پر آپ کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمارا ہے اور گنجائش اس بات کی ہے کہ یورپ والے اب بھی اسلام سے "کچھ" سیکھیں۔ یہی کچھ" باعث ہوا کہ مشہور فرانسیسی مستشرق MASSIGNON نے اعلان کیا تھا کہ "اسلام سے میری محبت کا کرشمہ ہے کہ میں نے مسیح اور مسیحیت کو دوبارہ دریافت کر لیا ہے۔" میرا مطلب ہے کہ مذہبی روح بیدار ہو کر ہمیں دیوانہ وار اور مجذوبانہ ترقی کے خطروں سے آگاہ کر کے توحید کی مادی ترقی اور زندگی میں ایک تناسب قائم کرنے میں مددگار ہو سکتی ہے۔ وحدانیت کا جوہر ہمیں بت پرستی کے خلاف جو ایک دائمی خطرہ کی صورت میں موجود ہے کامیاب جدوجہد کی ہمت عطا کر سکتا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمیں تہذیبی اتحاد کا احساس دلا سکتا ہے۔ وہ پاک اتحاد جو حرم کی طرح مقدس ہے۔ اقبال نے یورپ کو اس اتحاد کے کھودینے پر ان اشعار میں ملامت کی ہے :



عرب کے سوز میں ساز عجم ہے + حرم کا راز توحید اتم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشہ عرب + کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے

بقیہ : فہرست مخطوطات

کے ایسے امراض کا ذکر ہے جو بہت ہی تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ مگر علاج صحیح ہو تو فوراً شفا ہو جاتی ہے، کتاب کا موضوع ہے۔ "فوراً شفاء" اس لئے کتاب کا نام "سب ساعتاً" رکھا گیا۔ کتاب بہت مشہور ہے۔ ۱۹۰۳ء میں بیروت میں، ۱۹۲۷ء میں قاہرہ میں چھپ چکی ہے۔

زیر نظر نسخہ سولینی بن احمد العدوی کا لکھا ہوا ہے۔ تاریخ کتابت ۱۸ جمادی الاول ۱۳۱۲ھ یعنی کتاب کی پہلی طباعت سے سات آٹھ سال پہلے کا لکھا ہوا یہ نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ کاتب تعلیم یافتہ ہے۔ اس لئے نسخہ میں فاحش غلطیاں بہت کم پائی جاتی ہیں۔